مسلسلہ تقاریر "تعارف الکتاب"
ڈاکٹر اسرار احمد

لن تنالوا

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۃ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ
فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ○ (آل عمران ۹۲)

قرآنِ حکیم کا چوتھا پارہ "لن تنالوا" کے نام سے موسوم ہے۔ اس کا اکثر و بیشتر حصہ سورۃ آلِ عمران پر مشتمل ہے یعنی آیت نمبر ۹۲ سے آیت نمبر ۲۰۰ تک، جو گیارہ رکوعوں میں منقسم ہے۔ آخر میں ۲۳ آیات سورۃ النساء کی اس پارہ میں شامل ہیں۔ سورۂ آلِ عمران کا جو حصہ اس پارے میں شامل ہے اس میں ابتدا میں وہی خطاب جاری ہے جو پچھلے پارے میں اہلِ کتاب سے اللہ تعالیٰ نے کیا ہے اور اس کے بعد جس طرح سورۃ البقرۃ کے نصفِ ثانی میں تمام گفتگو امتِ مسلمہ سے ہوتی، اسی طرح سورۂ آلِ عمران کے بھی پورے دس رکوع امتِ محمدؐ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے خطاب پر مشتمل ہیں۔ اس خطاب کا آغاز بڑے جامع انداز میں ہوا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ
مُّسْلِمُوْنَ ○ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران: ۱۰۲، ۱۰۳)

"اے اہلِ ایمان اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے۔ اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقے میں نہ پڑو۔"

یہاں ایک سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اللہ کی رسی سے کیا مراد ہے؟ چونکہ قرآن مجید کے اجمال کی تفصیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرضِ منصبی ہے، لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

وضاحت سے ارشاد فرمایا۔ ایک طویل روایت جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں قرآن مجید کی عظمت کا بیان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ اس میں آپؐ فرماتے ہیں، "هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ الْمَتِيْنُ" کہ قرآن ہی اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے۔ گویا اس کو مضبوطی سے تھامنا اللہ کے دامن سے وابستہ ہو جانے کے مترادف ہے۔

اس کے بعد اس سورۂ مبارکہ میں سب سے زیادہ شرح و بسط کے ساتھ غزوۂ احد کے حالات پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ اگرچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں کفار کے ساتھ پہلا تصادم میدانِ بدر میں ہوا لیکن قرآنِ مجید میں اس کا ذکر سورۃ الانفال میں ہے، جو ترتیبِ مصحف کے اعتبار سے بہت بعد میں آتی ہے۔ ترتیبِ مصحف میں سب سے پہلے جس جنگ کا ذکر ملتا ہے وہ غزوۂ احد ہے۔ یہ غزوہ سن تین ہجری میں پیش آیا اور اس میں غزوۂ بدر کے بالکل برعکس مسلمانوں کو عارضی طور پر شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ مسلمانوں میں سے ستر (۷۰) صحابۂ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی چہرۂ مبارک پر زخم آیا۔ خود کی دو کڑیاں آپؐ کی پیشانی کی ہڈی میں گھس گئیں اور آپؐ کا پورا چہرۂ مبارک لہولہان ہو گیا۔ گویا کہ مسلمانوں کو اس جنگ میں مختلف اعتبارات سے صدمات سے دوچار ہونا پڑا۔ تو اس لیے فطری طور پر قرآنِ مجید میں اس کے بارے میں بڑی تفصیل کے ساتھ تجزیہ کیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو ان کی کمزوریوں سے آگاہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو تم سے اپنی مدد کا وعدہ کیا تھا وہ پورا کر دکھایا جبکہ تم آغازِ جنگ میں کفار کو قتل کر رہے تھے اور انہیں گاجر مولی کی طرح کاٹ رہے تھے لیکن پھر تم نے کمزوری دکھائی۔ تم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کی۔ اُس جگہ پر کہ جہاں پر پچاس تیر اندازوں کو متعین کیا گیا تھا اس تاکید کے ساتھ کہ یہاں سے ہرگز نہ ہلنا، یہاں تک کہ اگر تم یہ بھی دیکھو کہ سب اللہ کی راہ میں قتل ہو گئے اور ہمارے جسم پرندے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں تب بھی اس جگہ سے نہ ہلنا۔ لیکن ایک غلط فہمی کی بنیاد پر ان لوگوں نے اس حکم کی پرواہ نہ کی۔ نتیجۃً اللہ تعالیٰ کی

طرف سے مسلمانوں کو ان کی کمزوریوں پر متنبہ کرنے کے لیے اس کا ذکر خود اس سورۂ مبارکہ میں فرمایا:

وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۔ (آلِ عمران: ۱۴۰)

یعنی "ہم ان دنوں کو لوگوں کے مابین کچھ الٹ پلٹ کرتے رہتے ہیں"۔ اونچ نیچ دکھاتے رہتے ہیں تاکہ لوگوں کو اپنی کمزوریوں کا احساس ہو جائے۔ یہ بھی فرمایا گیا کہ مسلمانو! اس عارضی شکست سے یا یہ چرکہ جو تمھیں لگا ہے اس سے بددل نہ ہونا، کفار کو دیکھو، مشرکین کو دیکھو کہ ایک سال قبل بدر کے میدان میں وہ ستّر لاشیں چھوڑ گئے تھے اور انہیں بڑا زخم لگا تھا۔ اس کے باوجود وہ اپنے دینِ باطل اور معبودانِ باطلہ کے لیے ایک نئی ہمت کے ساتھ دوبارہ تم پر حملہ آور ہوئے؛

اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ۔ (آلِ عمران: ۱۴۰)

"اگر تمہیں کوئی چرکہ لگا ہے یا زخم لگا ہے تو تمھارے دشمنوں کو بھی ایسا ہی زخم لگ چکا ہے"۔ لہٰذا تمھیں بھی بددل نہیں ہونا چاہیے۔ اپنی صفوں کا جائزہ لو، جس پہلو سے کمزوری نظر آئے اسے دور کرو، آئندہ کٹھن تر مراحل سے سابقہ پیش آنے والا ہے۔ اس سورۂ مبارکہ کا جزوِ ثانی، جیسا کہ میں نے ذکر کیا، اکثر و بیشتر غزوۂ احد کے حالات پر تبصرے اور مسلمانوں کی ہدایت پر مشتمل ہے۔ فرمایا گیا کہ ہم نے تو پہلے ہی تمھیں خبردار کر دیا تھا کہ ہم تمھارا امتحان لیں گے اور مشکلات میں اور آزمائشوں میں مبتلا کر کے یہ دیکھیں گے کہ کون ہیں حقیقتاً اللہ کو ماننے والے، کون ہیں واقعتاً آخرت کے جاننے والے، کون ہیں جو اللہ کے لیے اس کے دین کے لیے اپنا تن من دھن سب کچھ نچھاور کرنے کے لیے تیار ہیں! اگر یہ آزمائشیں نہ آئیں تو کھوٹے اور کھرے میں تمیز کیسے ہو؟ کس طرح معلوم ہو کہ کون مومن صادق ہے اور کون منافق؟ کون واقعی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق ہے اور کون صرف جھوٹ موٹ کا مدعیٔ ایمان ہے؟ اس موضوع پر واقعہ یہ ہے کہ سورۂ آلِ عمران کی یہ آیات بڑی جامع بھی ہیں اور انتہائی حکمت آمیز بھی، جو حکمتِ قرآنی کے ایک عظیم خزانے کی حیثیت رکھتی ہیں۔

اس سورۂ مبارکہ کا آخری رکوع سورۃ البقرہ کے آخری رکوع کی طرح بڑی جامعیت کا حامل ہے۔ اس کے آغاز میں مومنینِ صادقین بلکہ صحیح تر الفاظ میں صدیقین کے ایمان کے بارے

میں ذکر ہے۔ وہ سلیم الفطرت لوگ اور وہ صحیح العقل لوگ جو اس کائنات کے مشاہدے سے آفاق والفس میں پھیلی ہوئی بے شمار آیاتِ خداوندی کے مشاہدے سے اللہ کو پہچانتے ہیں۔ اور پھر اس حقیقت کو بھی پہچانتے ہیں کہ انسانی زندگی بیکار و عبث نہیں ہے: رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا (آیت ۱۹۱) "اے ہمارے رب! تو نے یہ سب کچھ بیکار و عبث پیدا نہیں کیا" لہٰذا انسانی اعمال بھی بے نتیجہ نہیں رہ سکتے۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ نیکوں کو ان کی نیکوکاری کا صلہ نہ ملے اور بُروں کو ان کی بدکاری کی سزا نہ ملے۔ تو ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کے ذکر کے بعد یہ فرمایا کہ اس قسم کے سلیم الفطرت اور صحیح العقل لوگ جو توحید اور معاد تک از خود رسائی حاصل کر لیتے ہیں عقل سلیم کی رہنمائی میں جب ان کے کانوں میں کسی نبی کی دعوت پڑتی ہے' جو انہی باتوں کی طرف دعوت دے رہا ہوتا ہے، تو وہ لبیک کہتے ہیں: رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ (آل عمران: ۱۹۳)

اور پھر اس کے بعد ایک بڑی جامع دعا ہے کہ اے رَبّ ہمارے ہماری خطاؤں سے درگزر فرما، ہماری لغزشوں کو معاف فرما، ہمیں وہ سب کچھ عطا فرما جس کا وعدہ تو نے ہم سے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فوراً ہی ان کی دعا کی قبولیت کا اعلان بھی فرمایا:

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ

"ان کی دعا قبول فرمائی ان کے رب نے کہ میں کسی عمل کرنے والے کے کسی عمل کو ضائع کرنے والا نہیں ہوں، خواہ وہ عمل کرنے والا مرد ہو یا عورت۔ تم ایک دوسرے ہی میں سے ہو۔"

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝

"پس وہ لوگ کہ جنہوں نے ہجرت کی' جو اپنے گھروں سے نکالے گئے' جنہیں میری راہ میں تکلیفیں جھیلنی پڑیں' جنھوں نے (میرے لیے' میرے دین کے لیے) قتال کیا اور جنھوں نے اپنی جانیں تک نثار کر دیں' ان سے تو میرا پختہ وعدہ ہے کہ میں ان کی تمام خطاؤں سے درگزر کروں گا اور انھیں لازماً ان باغات میں داخل کروں گا جن کے دامن میں ندیاں بہتی ہوں گی۔ یہ اللہ کی طرف سے بدلہ ہے اور واقعہ یہ ہے کہ انسانی خدمات کا بدلہ صرف اللہ ہی دے سکتا ہے"۔

اِس سورۂ مبارکہ کے بعد تیئیس آیات سورۃ النساء کی شامل ہیں' جن میں ابتداءً کچھ احکامات دیے گئے ہیں یتیموں کے حقوق کی نگہداشت کے بارے میں انتہائی تاکید کے ساتھ۔ ان کے مال کو امانت کے طور پر اپنے پاس رکھو اور جیسے ہی وہ اس قابل ہو جائیں کہ اپنے مال کو خود سے سنبھال سکیں تو وہ ان کے حوالے کر دو اور اس میں کسی خیانت سے کام نہ لو۔ اور اس کے بعد خواتین سے متعلق' شادی بیاہ اور نکاح و طلاق کے متعلق' کچھ احکام آئے ہیں۔ درمیان میں وراثت کا مکمل ضابطہ ایک ہی رکوع میں بیان کر دیا گیا ہے۔ یہ آیات شریعت اسلامی کا انتہائی اہم جزو ہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

بقیہ : حرف اول

اخذ کرنے کی کوشش کی ہے جن کی بنیاد پر احادیث میں بیان شدہ چھ اجناس (یعنی گندم' جو' سونا' چاندی' کھجور اور نمک) کے علاوہ جملہ اشیاء کے بارے میں باہم مبادلے میں ربا الفضل کا وجود یا عدم وجود ثابت ہوتا ہو! ادارۂ حکمت قرآن ڈاکٹر صاحب موصوف کی علمی کاوشوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کو ان تحریروں پر غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ اس موضوع پر اصحاب علم و دانش کی جانب سے موصول ہونے والی سنجیدہ تحریر' تبصرہ یا تنقید کو حکمت قرآن میں خوش آمدید کہا جائے گا۔

فلسفہ اقبال کے اہم ترین شارح ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم جن کا نام "حکمت قرآن" کے لوح کے صفحہ پر ہمیشہ نمایاں انداز میں شائع ہوتا ہے اور جن کے فکر انگیز فلسفیانہ و حکیمانہ مضامین کو "حکمت قرآن" میں اول روز سے مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے' کی شخصیت اور افکار کے تعارف پر مشتمل ایک نہایت جامع اور بھرپور مضمون زیر نظر شمارے میں شامل ہے۔ پروفیسر محمد عارف خان کا یہ مضمون اولاً ادارۂ تحقیقات اسلامی' اسلام آباد کے سہ ماہی مجلّے "فکر و نظر" میں شائع ہوا تھا۔ اسے ان کے شکریے کے ساتھ ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے۔○○